سوال

(434)بچے کی پرورش کا زیادہ حقدار کون ہے ؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شادی کے کچھ عرصہ بعد ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور اس سے بچہ لینے کی کوشش کی اب وہ عورت سوال کرتی ہے کہ بچے کی پرورش کا اسے زیادہ حق ہے یا طلاق دینے والے خاوند کو؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مردوں کی بہ نسبت عورتوں کو بچوں کی تربیت وپرورش کا زیادہ حق ہے اس لیے کہ بچوں کے لیے عورتیں ہی زیادہ مشفق اور رحم کرنے والی ہیں اور پرورش و تربیت کے معاملات میں زیادہ صبر کرنے والی اور مشقت برداشت کرنے والی ہیں لہٰذا بالاتفاق بچے یا بچی کی پرورش کا زیادہ حق ماں کو ہی حاصل ہے لیکن یہ شرط ہے کہ اس میں پرورش کرنے کی تمام شروط پائی جائیں ۔ پرورش کرنے والے میں جن شروط کا ہونا ضروری ہے وہ حسب ذیل ہیں ۔

1۔ تکلیف : یعنی پرورش کرنے والا مکلف ہو۔

2۔ حریت : یعنی وہ آزاد ہو غلام نہ ہو۔

3۔ عدالت : یعنی وہ عادل و دیانتدار ہو۔

4۔ اگر بچہ مسلمان ہو تو پھر پرورش کرنے والا بھی مسلمان ہو۔

5۔ بچے کی ضروریات پوری کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔

6۔ عورت نے کسی اور اجنبی مرد سے شادی نہ کی ہو۔

اگر ان شروط میں سے کوئی شرط مفقود ہو یا پھر کوئی مانع مثلاً جنون (پاگل پن) یا شادی وغیرہ پیدا ہو جائے تو پرورش کا حق ساقط ہو جائے گا۔

دوسری شادی کرنے تک پرورش کا زیادہ حق ماں کو ہے اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

"ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !یہ جو میرا بیٹا ہے میرا پیٹ اس کے لیے برتن تھا میری چھاتی (پستان) اس کے لیے مشکیزہ تھی اور میری آغوش اس کے لیے جائے قرار تھی اس کے والد نے مجھے طلاق دے دی ہے اور اب وہ مجھ سے اس بچے کو بھی چھین لینا چاہتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک تو دوسرا نکاح نہیں کرتی اس وقت تک تو ہی اس کی زیادہ حق دار ہے۔" (حسن صحیح ابو داؤد1991کتاب الطلاق باب من احق بالولد ابو داؤد 2276۔دار قطنی305/3حاکم207/2 بیہقی5۔4/8۔امام حاکم اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح کہا ہے)

واضح رہے کہ عورت کا بچے پر زیادہ حق اس وقت تک ہے جب تک بچہ بالغ نہ ہو جائے کیونکہ جب وہ بالغ اور سن تمیز تک پہنچ جائے گا تو پھر اسے اختیار دے دیا جائے گا چاہے تو ماں کے پاس چلا جائے اور چاہے تو باپ کے پاس جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے سے کہا :

"اے لڑکے! یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے ان دونوں میں سے جس کا چاہے ہاتھ پکڑلے۔ پھر اس بچے نے ماں کا ہاتھ پکڑلیا اور وہ اسے لے کر چلتی بنی۔" (صحیح ،ارواء الغلیل2192۔کتاب الطلاق : باب من احق بالولد ابو داود2277۔کتاب الطلاق باب من احق بالولد ترمذی 1357۔کتاب الاحکام باب ماجاء فی تخیر الغلام بین ابو یہ اذا فترقا نسائی3496۔کتاب الطلاق باب اسلام احد الزوجین و تخیر الولد ابن ماجہ2351کتاب الاحکام باب تخیر الصبی بین ابو یہ احمد7346۔شاکر مشکل الاثار176/4۔امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے (نصب الرایہ269/3۔تلخیص الجبیر12/4)

اور اگر بچہ خود فیصلہ نہ کرسکے تو قرعہ ڈال لیا جائے کیونکہ یہ بھی مشروع ہے۔(صحیح ، صحیح ابو داؤد1991کتاب الطلاق باب من احق بالولد ابو داؤد2277نسائی185/6۔ابن ابی شیبۃ237/5)

البتہ اس سے بھی زیادہ بہتر یہ ہے کہ بچے کو والدین میں سے اس کی پرورش میں دیا جائے جس کے پاس رہنے میں بچے کی مصلحت ہو یعنی ان میں سے جو زیادہ نیک اور متقی ہو بچے کو اسی کے ساتھ ملحق کر دیا جائے۔(واللہ اعلم) (شیخ محمد المنجد)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ نکاح و طلاق

ص523

محدث فتویٰ